7/23

هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء

ر بد لگ گئی

اقتدار کے

باقی صفحہ ۱۸ پر

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ: ۲۵ پیسے

پیغامِ بیداری

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

خُدا کو نُور کے تڑکے پُکار لے مُسلم
نِکل کے گھر سے رہِ کوئے یار لے مُسلم

نماز فرض ہے اس فرض سے نہ غافل ہو
بڑا یہ قرض ہے اس کو اُتار لے مُسلم

ہے چند روزہ تری عمر اسے غنیمت جان
خدا کی یاد میں اس کو گزار لے مُسلم

پکارتا ہے مؤذن کہ میٹھی نیند سے جاگ
اور اُٹھ کے عاقبت اپنی سنوار لے مُسلم

صِلہ نماز کا تجھ کو خدا سے لینا ہے
تو بے حساب لے اور بیشمار لے مُسلم

درُود بھیج رسولِ خدا پر رہ رہ کر
خدا کا نام لے اور بار بار لے مُسلم

زمانہ نے تری عزت پہ ہاتھ ڈالا ہے
بحال کر کے یہ عزّت قرار لے مُسلم

نماز پڑھ کہ ملے تجھ کو سلطنت کی عروس
عراق و ہند و حجاز و تتار لے مُسلم

جسے خود اپنی ہی غفلت سے کھو چکا ہے تو
پھر اپنے ہاتھ میں وہ اختیار لے مُسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۷ ۲۵ر ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ر اکتوبر ۱۹۶۱ء شمارہ ۲۳

محکمہ تعلیمات اور جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون ۶۷۵۴۵

شرح چندہ

سالانہ - گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

نوٹ - خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے -

اداریہ

شام کی بغاوت اور انقلاب

گزشتہ ہفتہ شام میں جو واقعات رونما ہوئے ان سے عالم اسلام کی عالمی سیاست کو خاصا دھکا لگا - اور غالباً کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جسے شام کی بغاوت کی خبر سے صدمہ نہ ہوا ہو - سوائے ان مسخ شدہ دلوں کے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دشمنان اسلام کے سہارے جینا اور چند روزہ زندگی میں داد عشرت دینا چاہتے ہیں -

اہل اسلام نے صدیوں تک محض اخلاقی قوت کردار کی بلندی - اور اللہ تعالےٰ کی غیبی مدد سے دشمنان اسلام کو لوہے کے چنے چبوائے خیرالقرون اور اس کے بعد کئی صدیوں تک اہل کفر کی دال نہ گل سکی - اگرچہ بعد میں مسلمانوں میں خاصا انتشار ہو چکا تھا صفحات تاریخ پر سلطان صلاح الدین ایوبی کے کارنامے قیامت تک ثبت رہیں گے - جن کی مخالفت یورپ کی اجتماعی طاقت کر رہی تھی - اور نتیجہ میں بالآخر عیسائی اقوام کو ہمیشہ کے لئے بیت المقدس یعنی اپنے قبلہ سے ہاتھ دھونے پڑے تھے - طاقت قوت کے مقابلہ سے عاجز آ کر دشمنوں نے شیطنی جال پھیلائے - سیہ کاریاں شروع کیں سازشیں کرنے لگے - اور پھوٹ ڈالنے کی مساعی میں تو حد کر دی - ہندوستان - ایران افغانستان - ترکستان - انڈونیشیا وغیرہ مسلم ممالک کے عوام یا حکومتیں مرکز خلافت (سلطنت عثمانیہ ترکیہ) سے کٹ چکی تھیں - صرف ایک تبرک و اعتقاد کے طور سے اسکا احترام کرتی تھیں - تاہم عراق شام فلسطین - حجاز مصر - ایشیائے کوچک وغیرہ قسطنطنیہ کی خلافت اسلامیہ کے زیر اقتدار تھے - یورپ میں اس کے پاس صرف قسطنطنیہ اور تھریس کا صوبہ رہ چکا تھا - اور اسی لئے اہل یورپ ٹرکی حکومت کو یورپ کا مرد بیمار کہتے تھے - مگر اس مرد بیمار نے اس حالت میں بھی جنگ بلقان تک جب کہ چھ سات ممالک (اٹلی سمیت) مل کر اس پر حملہ آور تھے - جن کی پشت پر روسی رضا کاروں کی امداد بھی تھی - اغیار کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے - یہاں تک پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی - اس کے آخر میں فرنگیوں نے مکہ کے گورنر شریف حسین کو عرب کا بادشاہ بنائے جانے کے سبز باغ دکھا کر ترکوں سے باغی کرا دیا - دشمن کی اس ایک کامیاب چال اور ایک عرب کی غداری کا یہ نتیجہ نکلا - کہ ترکی حکومت کی حد صرف ایشیائے کوچک تک رہ گئی - اور عرب ممالک فلسطین - اردن - شام - عراق - حجاز وغیرہ تقریباً ۲۸ فرمانرواؤں اور قبائل کے شیوخ میں تقسیم ہوگئے - ہماری عظمت پارہ پارہ ہوگئی - دشمنوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلے - تقریباً یہ سب ممالک اغیار کے غلام بن کر رہ گئے - مگر ہندوستان کی تحریک آزادی اور دوسری جنگ عظیم کے اثرات سے متاثر ہوکر ان مسلم ممالک نے کروٹ بدلی اور بالآخر ان کی جد و جہد آزادی کامیاب ہوئی - تاہم دشمنان اسلام ان کو اپنا تر نوالہ سمجھتے رہے حتیٰ کہ ۱۹۵۶ء میں فرانس برطانیہ اور یہودیوں نے مل کر مصر پر حملہ کر دیا - اللہ تعالےٰ نے غیبی مدد فرمائی اور یہ تینوں ذلیل و رسوا ہوگئے - پھر ۱۹۵۸ء کو کتنا مبارک سال تھا - کہ شام اور مصر نے مل کر ایک حکومت بنا دی اس موقعہ پر اہل شام کا ایثار قابل صد آفرین تھا - کہ انہوں نے انفرادی اقتدار اور جزوی مفاد کو نظر انداز کرکے اعلیٰ تر اجتماعی مفاد کو ترجیح دی - اور متحدہ عرب جمہوریہ کی بنیاد رکھ دی - تین سالوں تک یہ اتحاد دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتا رہا - اردن تو اغیار کی ناک کا بال تھا - عراق کے عبدالکریم قاسم کو بھی ناصر کے اقتدار پر رشک آتا تھا - ناصر کے خلاف دشمنوں نے یا ان سے متاثر ہوکر بعض نادان دوستوں نے بھی اشتراکیت پسندی کا پروپگنڈا کیا مگر بہت جلد دنیا کو معلوم ہوگیا - کہ اس نے مغربی سامراج اور روسی اشتراکیت دونوں کو ملک بدر کر دیا -

افسوس کہ اس اتحاد کو نظر بد لگ گئی اور معمولی ملازمتوں یا وجاہت و اقتدار کے

باقی صفحہ ۱۸ پر

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دُعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرلو

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھاتے۔ تو اس وقت تک اُن کو نہ رکھتے جب تک منہ پر نہ پھیرلیتے (ترمذی)

غائب کی دُعا غائب کے لئے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَۃً دَعْوَۃُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ دُعا بہت جلد قبول ہونے والی ہے۔ جو غائب، غائب کے واسطے کرے۔ اس لئے کہ اُس میں خلوص ہوتا ہے (ترمذی۔ ابوداؤد)

دُعا میں شریک کرنے کا حکم

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِسْتَاْذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَۃِ فَاَذِنَ لِیْ وَقَالَ اَشْرِکْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ کَلِمَۃً مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِھَا الدُّنْیَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دیدی اور فرمایا۔ اے میرے چھوٹے بھائی اپنی دعا میں مجھ کو بھی شامل رکھنا بھول نہ جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک ایسی بات فرمائی۔ جو مجھ کو ساری دنیا کے مقابلہ میں پسند ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

تین آدمیوں کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ دَعْوَۃُ الْوَالِدِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ ابْنُ مَاجَۃَ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں (اور ان کے قبول ہونے میں) کوئی شک نہیں ایک تو باپ کی دُعا دوسرے مسافر کی دُعا۔ تیسرے مظلوم کی دعا۔ (ترمذی ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

دُعا سے تین باتیں حاصل ہوتی ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْا بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَھَا قَالُوْا اِذًا نُکْثِرُ قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ رَوَاہُ اَحْمَدُ

ترجمہ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مسلمان دعا مانگے اور اس میں کوئی ایسی دعا نہ ہو۔ جس میں گناہ یا قرابت داری کے انقطاع کا ذکر ہو۔ تو خدا دعا مانگنے والے کو ان تین چیزوں میں سے ایک چیز عطا فرما دیتا ہے۔ (۱) یا تو اس کا مقصد جلد پورا کر دیتا ہے۔ (۲) یا اس کی دعاء کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا رکھتا ہے (۳) یا دعا مانگنے والے کی کوئی ایسی ہی یا اتنی ہی بُرائی دور کر دیتا ہے۔ جتنی کہ اس نے دعا میں اپنے نفع کی خواہش کی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اب ہم بہت دعا کیا کریں آپ نے فرمایا۔ خداوند تعالےٰ کا فضل بہت زیادہ ہے۔

کن پانچ آدمیوں کی دُعا قبول ہوتی ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعَوَاتٍ یُسْتَجَابُ لَھُنَّ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰی یَنْتَصِرَ وَدَعْوَۃُ الْحَاجِّ حَتّٰی یَصْدُرَ وَدَعْوَۃُ الْمُجَاھِدِ حَتّٰی یَقْعُدَ وَدَعْوَۃُ الْمَرِیْضِ حَتّٰی یَبْرَاَ وَدَعْوَۃُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ ھٰذِہِ الدَّعَوَاتُ الْاَخِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعَوَاتِ الْکَبِیْرِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ آدمیوں کی دعائیں ہیں۔ کہ قبول کیا جاتا ہے۔ اُن کو ایک تو مظلوم کی دعا یہاں تک کہ وہ (ظالم سے) اپنا بدلہ لے لے دوسرے حاجی کی دعا جب تک وہ گھر واپس نہ آجائے۔ تیسرے جہاد کرنے والے کی دعا یہاں تک کہ وہ جہاد سے فارغ ہوا۔ چوتھے بیمار کی دعا جب تک وہ اچھا ہو (یا وفات پائے) پانچویں ایک مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دُعا۔ (بیہقی)

دعا کی قبولیت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا سے کوئی دعا مانگتا ہے یا تو خدا اُس کے سوال اور خواہش کو پورا کر دیتا ہے۔ یا اس سے بُرائی کو اس قدر روک دیتا ہے جو دعا کے برابر ہو جب تک وہ کسی گناہ یا قرابت منقطع کرنے کی دعا نہیں مانگتا

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ر ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ر ستمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

بصیرت و بصارت

ایک حدیث شریف عرض کیا کرتا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ملائکہ عظام زمین پر پھرتے رہتے ہیں جہاں کہیں کسی ہجوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو اُس مجلس کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور اس طرح آسمان تک چلے جاتے ہیں۔

جب اللہ تعالےٰ کے پاس جاتے ہیں تو خداوند کریم دریافت فرماتے ہیں۔ کہ میرے فرشتو تم نے زمین پر کیا دیکھا فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ یا اللہ کچھ لوگ تیرا ذکر کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں یا اللہ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو ان کا شوق اور بڑھ جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میرے بندے کس چیز کی خواہش کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ جنت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ نہیں یا اللہ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو ان کا شوق اور ترقی کر جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ تیرے بندے دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ دریافت فرماتے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ نہیں یا اللہ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو اور زور شور سے اس سے پناہ مانگیں۔

اللہ تعالےٰ سب فرشتوں کو گواہ بنا کر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جو اس مجلس میں شامل ہیں۔ ان سب لوگوں کو بخش دیا

فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی تھا۔ جو اس مقصد کے لئے نہیں آیا تھا۔ بلکہ کسی ایسے آدمی سے ملاقات کرنا چاہتا تھا جو کہ مجلس میں شامل تھا۔ اللہ تعالےٰ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کو بھی بخش دیا۔ سبحان اللہ کتنی عنایت اور اُس کا فضل ہے۔ اللہ سے دعا ہے۔ کہ سب کو اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر جمعرات بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں چاروں طریقوں یعنی سہروردی۔ چشتی۔ نقشبندی اور قادری سب کو حق پر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ سب کا ایک ہی مقصد ہے۔ یاد اللہ۔ راستے الگ الگ ہیں۔ میں نے یہ طریقہ سندھ میں حاصل کیا۔ دس سال کا تھا۔ جب میں سندھ گیا تھا۔ اور اللہ کے فضل سے اللہ کی بڑی نعمتیں حاصل کیں ان میں سے ایک دل کی بصیرت ہے میرا دعویٰ ہے۔ کہ لاہوریوں کی چودہ لاکھ کی آبادی میں کوئی بھی آنکھوں والا نہیں ہے۔ سب کے سب اندھے ہیں۔ مرد بھی اندھے۔ عورتیں بھی اندھی۔ سب اندھے ہیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ اللہ والوں کے ہاں یہ چیز ملتی ہے۔ میں تو دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ آؤ چار سال کا خرچہ بیوی بچوں کو دے کر اور اپنا خرچ لے کر آ جاؤ۔ سامنے نیم کے پیڑ کے نیچے بٹھلاؤں گا۔ اور صرف وہ چیزیں کھانے کو دوں گا۔ جو حلال ہوں گی۔ حرام کھانے سے یہ نور حاصل نہیں ہوتا میں نے تو چالیس سال صرف کئے تھے لیکن میں تم کو چار سال میں سکھا سکتا ہوں۔ لاہوری سب اندھے ہیں۔ اگر اندھے نہ ہوں۔ تو حرام کیوں کھائیں۔ نمک بھی حرام۔ انڈے بھی حرام۔ دودھ بھی حرام یہ کس طرح حرام؟

میں تبلاتا ہوں۔ بادامی باغ سے بیل گاڑیوں میں نمک لد کر آتا ہے۔ شریر بچے پیچھے سے نمک کا ڈلا اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور دوکاندار کے ہاتھوں سستے داموں فروخت کر دیتے ہیں۔ اور دوکاندار دوسرے نمک کے ساتھ ملا کر فروخت کر دیتا ہے چوری کا مال کیا حلال ہے۔ اس لئے تو میں کہتا ہوں۔ کہ لاہوری سب اندھے ہیں۔ یہ آنکھیں تو کتوں۔ بلیوں اور چوہوں کی بھی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو قَوْمًا عَمِيْنَ فرمایا۔ کہ وہ قوم اندھی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے سچ فرمایا ہے۔ کیا اُن کے پاس ظاہری آنکھیں نہ تھیں۔ ظاہری آنکھیں سب کے پاس تھیں۔ لیکن یہاں دل کی آنکھیں مراد ہیں۔

ایک دفعہ میرا بیٹا مولوی حمید اللہ میرے ساتھ تانگے میں جا رہا تھا۔ اُس نے ایک مسجد کا مینار دکھایا میں نے اُسی وقت کہا کہ اس میں سے حرام کی بو آتی ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اُس کے بنوانے والے نے اعلان کیا تھا۔ کہ میں رنڈیوں کے ہاں سے بھی چندہ لاؤں گا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

ایک صاحب ہیں۔ اُن کی اہلیہ مجھ سے بیعت ہیں۔ وہ گھی استعمال کرنے سے پہلے مجھے دکھا دیا کرتی ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے بھجوایا۔ تو میں نے کہا حلال کا ہے۔ دوسری اور تیسری دفعہ میں نے کہا کہ حرام کا ہے۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگیں۔ کہ پہلی دفعہ خاوند سے پوچھ کر اور دوسری مرتبہ چوری بھجوایا تھا۔ حالانکہ وہ بھینسیں خود چراتے ہیں حتیٰ کہ گھی بھی خود نکالتے ہیں۔ لیکن خاوند سے چوری بھیجنے کی وجہ سے حرام ہو گیا۔ اللہ والوں کے ہاں یہ چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ دو فرائض تھے۔

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ـــــــ

باقی صفحہ ۶ پر

ماخوذ محبوب خدا

محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت کی پیروی

چوھدری افضل الحق رحمۃ اللہ علیہ

یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ نبیوں کی زندگی میں لوگوں پر دو قسم کے فرض عائد ہوتے ہیں۔ ایک تو اُن کی ذات کی حفاظت دوسرے ان کی سنت کا اتباع۔ مگر دنیا سے اٹھ جانے کے بعد صرف سنت کی پیروی کا فرض رہ جاتا ہے۔ نبیوں اور نیکوں کی وفات اُن کی ذات سے محبت یقیناً موجب سعادت و برکت ہے۔ لیکن جب تک اُن کی سنت کی پیروی نہ کی جائے صرف دعوئے محبت کافی نہیں۔

حضور کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ ہم اپنی سیرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے انداز پر ڈھالیں۔ اسی طرح اہل دنیا سے محبت اور قرابت والوں سے مروت برتیں۔ خدا کی توحید کا ڈنکا ہر ملک میں بجائیں۔ دنیا کے کاموں میں کاہلی اور سستی نہ کریں۔ دنیا میں ہی اہل جنت کی سی عادات پیدا کریں۔ اہل ملک سے امن و صلح سے پیش آئیں بیوی بچوں کے آرام و راحت کا خیال رکھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مکان لباس اور جسم کو پاک اور صاف رکھیں۔ غریبوں اور محتاجوں کو نفرت کے ساتھ خیرات نہ دیں۔ بلکہ اُن کو روزی کا مستقل طور پر بندوبست کریں۔ تاکہ وہ بھی سہارا پاکر دوسروں کو سہارا دینے کے قابل ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو انہیں بھیک مانگنے کی عادت ہو جائے۔ اپنے خاندان اور محلہ کے یتیموں کو تعلیم دلائیں۔ اور اُن کی صحت کا خیال رکھیں۔ تاکہ دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس امن اور برکت کی بستی میں گزرے۔ حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے گھر کے سامنے پہنچ کر رُک گئے۔ کہ شرف میزبانی کس کو حاصل ہو۔ التجائیں مسلمانوں کی نگاہوں میں سمٹ آئیں۔ آنکھوں نے دلوں کی کیفیت بیان کی۔ کون مسلمان تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مہمان بنانے پر مُصر نہ تھا۔ مگر ابو ایوبؓ کی قسمت جاگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنابر قرابت ابو ایوبؓ کے گھر اترنا پسند فرمایا۔ اسی مکان کے متصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجروں کی بنا ڈالی۔ دو یتیموں کی افتادہ زمین مول لی۔ اور خانہ خدا کی تعمیر شروع کی۔

اکثر اہل دین بعض دنیاداروں سے زیادہ اپنی شان امتیازی کو برقرار رکھنے کے لئے مضطرب ہوتے ہیں۔ وہ سب سے آگے چلتے ہیں۔ سب سے نمایاں جگہ پر بیٹھتے ہیں۔ اُن کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں۔ تو ہر کوچہ و بازار کے لوگ جھک جھک کر سلام کریں۔ بڑھ بڑھ کر ہاتھ چومیں اور قدم لیں۔ نیکوکار ان بیماریوں سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ عزت کرواتے نہیں ہاں دنیا ان کی عزت کرتی ہے۔ حد سے گزرنے والے عقیدت مندوں کی وہ سختی سے باز پرس کرتے ہیں۔ خدا کے مقبول بندے انسانی برادری میں امتیازی حدود قائم کرنے سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں وہ انسانوں کی عظیم الشان خدمت کے صلہ میں مخدوم بنائے جاتے ہیں۔ خود سیکرٹری اور صدر بننے کی تجویزیں نہیں سوچتے۔ ہاں اگر سوسائٹی اور جماعت کی فلاح کے لئے کوئی درجہ قبول کرنے کی ضرورت ہو تو پھر شان دار کسر نفسی کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ اس بار کو خوشی سے اُٹھا لیتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی ہے۔ دو جہاں کے سردار بغیر امتیاز کے اصحاب اور احباب میں مل کر مزدوروں کی طرح پتھر اُٹھا کر لا رہے ہیں۔ جب دنیا کا سردار مزدور تھکن مٹانے کے لئے دوسرے مزدور دوستوں کے ساتھ مل کر یہ رجز پڑھتا ہے۔ تو حوریں باغ جنت کے پھول نچھاور کرتی ہیں۔ اور آسمان کے پاک فرشتے آمین آمین پکارتے ہیں۔ واہ کیا خوب جز ہے پہلا مصرع۔ انسانی سعی عمل کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ دنیاوی کامرانی، مسرت طاقت اور دولت کا حصول جبھی قابل ستائش ہے۔ جب کہ اُس کے حصول کے ذرائع قابل ستائش ہوں۔ ورنہ بُرے طریقوں سے کمائی ہوئی دولت اور حاصل کیا ہوا عروج و اقتدار مصیبت عظمیٰ ہے کامیاب زندگی کا نام اسلام ہے مسلمان ناکارہ و نامراد نہیں ہو سکتا۔ دنیا حاصل کرنے کی ہر کاوش نیکی ہے۔ اور اپنے اندر اجر عظیم رکھتی ہے۔ بشرطیکہ ذریعہ پر نظر رکھی جائے۔ یاد رکھنا چاہئیے۔ نیک نیت آدمی کو سعی ناکام کا غم نہ کرنا چاہئیے۔ اس کا اجر بھی خدا کے خزانے میں محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے نیک نیتیں کے ساتھ رزق حلال اور کسب کمال کے لئے ہمتوں کو بلند رکھنا چاہئیے۔ یہی عاقبت کی کامرانی کا ذریعہ ہے

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے

ترجمہ۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے

۱۔ کتاب اللہ کی تعلیم
۲۔ تزکیہ نفس

پہلا کام تو مولوی صاحبان کرتے ہیں اور دوسرا کام صوفیا عظام سرانجام دیتے ہیں۔ علمائے کرام قرآن شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ اور حلال حرام کی پہچان بتلاتے ہیں۔ چودہ لاکھ کی آبادی میں ایک بھی نہیں ہے اکثر مولوی صاحبان اور گدی نشین سب حرام کھاتے ہیں۔ میں حق بات کہتا ہوں۔ لیکن آخر میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور سب کو جنت میں لے جاوے۔ آمین

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

(اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسان پر بیشمار ہیں لیکن اکثر انسان بے انصاف اور ناشکرے ہیں)

قولہ تعالیٰ۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْفُلْکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الْاَنْھٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ ۚ وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ (تعالیٰ) وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے۔ اور کشتیاں تمہارے تابع کر دیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا۔ جو ہمیشہ چلنے والے ہیں۔ اور تمہارے لیے رات اور دن کو تابع کیا۔ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ (تعالیٰ) کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کرسکو بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے

اکثر انسان کے متعلق مذکور الصدر فرمان واجب الاذعان ٹھیک ہے۔ البتہ بعض افراد انسانی خود اللہ تعالیٰ کی نظر میں مستثنیٰ بھی ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قولہ تعالیٰ (وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ) (سورۃ السبا رکوع ۲ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔ انتہیٰ

ثابت

ہوا۔ کہ جب شکر گزار تھوڑے ہیں تو کفران نعمت کرنے والے بندے زیادہ ہیں

اس پاکیزہ کلام

کی حفاظت کس نے کی۔ اگر اس سوال کا جواب خود قرآن شریف سے طلب فرماویں۔ تو قرآن شریف

یہ جواب دیتا ہے

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

(سورۃ حجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قرآن مجید اپنے نزول کے وقت سے لیکر آج تک محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے اس لئے اس وقت سے آج تک محفوظ ہے

حفاظت کے اندر

دو ذمہ داریاں خود بخود آجاتی ہیں۔ پہلی قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت کی ذمہ داری چنانچہ الفاظ کی حفاظت دنیا کے بسنے والوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے حفاظ نے کی۔ اس لئے قرآن مجید کے الفاظ پہلی صدی سے چودھویں تک محفوظ ہیں۔ اور معانی قرآن مجید کی حفاظت علماء کرام نے کی

چنانچہ

آج سے سو سال پہلے جو نماز کا مطلب سمجھا جاتا تھا۔ وہی آج بھی سمجھا جاتا ہے اور زکوٰۃ کا جو مطلب آج سے تین سو سال پہلے لیا جاتا تھا۔ وہی آج بھی لیا جاتا ہے۔

اگر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم

کا وجود مسعود ہر دور میں نہ پایا جاتا اور اپنی زبان حق ترجمان کی تلوار سے باطل کا قلع قمع نہ کرتے۔ تو اس اسلام کی صورت بگاڑ کر کیا سے کیا بن جاتی؟

دعا

ہے۔ کہ ایسے علماء کرام کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زور مینہ برسیں۔ آمین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث شریف

کی ضرورت

اس لئے ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور انہیں اپنی کلام پاک کا مطلب بھی سمجھایا ہے۔ تاکہ اس کی کلام پاک کا مطلب لوگوں کو سمجھا سکیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیانی پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے (وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷۔

ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی

خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے - جو اس پر آتی ہے - عربی زبان میں ان دونوں آیتوں کا مطلب یوں بیان کیا جاسکتا ہے -

(اَیْ کُلُّ مَا نَطَقَ بِہٖ الرَّسُوْلُ فَھُوَ وَحْیٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی)

ترجمہ یہ ہے - یعنی جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - وہ سب وحی الہی ہوتا ہے -

وحی کی دو قسمیں ہیں

پہلا وحی جلی - اور وہ قرآن مجید ہے - اور دوسرا وحی خفی ہے - اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے

ابتدائے اسلام سے آج تک

سچے اور کھرے مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا ہے - اور اب بھی ہے - کہ جس طرح قرآن مجید من جانب اللہ نازل ہوا ہے اسی طرح حدیث شریف بھی آپ کے دل میں القاء کی گئی ہے - فرق اتنا ہوا - کہ قرآن مجید جبرئیل علیہ السلام آکر سنا جاتے ہیں - اور معانی کا آپ کے دل میں القاء کیا جاتا تھا - اور الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے تھے - اصل میں دونوں کو وحی کہا جاتا ہے

بقائے دین حق میں اگر مجاہدین اسلام کا ذکر نہ کیا جائے - تو بے انصافی ہے

اس سے پہلے علماء اسلام کا ذکر کر چکا ہوں - کہ ان حضرات کی جدوجہد نے اسلام کو اصلی صورت میں زندہ رکھا - اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان فرمودہ جو صورت نقل ہوکر آئی تھی - اسے محفوظ کر رکھا - اور

مجاہدین اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ

نے اپنی جاں بازیوں سے باطل پرستوں کو اس پیغمبر کی بیان فرمودہ صورت کو بدلنے نہ دیا - اور اپنی عزیز جانیں اسلام نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچانے کے لئے قربان کردیں -

غفر لھم اللہ مغفرۃً کاملۃ - آمین یا الہ العالمین

(از عبدالرحمن لودھیانوی (شیخوپورہ)

حقیقت دُعا

(۲)

حالتِ سجدہ میں قربِ خداوندی ہے

"سجدہ میں پڑ کر اللہ کا قرب حاصل کیجئے - (پ ۳۰ ع ۲۱)

جہاں چاہو شوق سے اللہ کی عبادت کرو - اور اس کی بارگاہ میں بیش از بیش قرب حاصل کرتے رہو - حدیث میں آیا ہے کہ بندہ سب حالتوں سے زیادہ سجدہ میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہوتا ہے -

(حضرت مولانا عثمانی ؒ)

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ -

(پ ۲۰ ع ۱)

ترجمہ :- بھلا مُضطر کی پکار کو کون پہنچتا ہے - جب اُس کو پکارتا ہے اور سختی دُور کرتا ہے -

(مطلب) جب اللہ چاہے اور مناسب جانے تو بیکس اور بے قرار کی فریاد سُن کر سختی کو دُور کر دیتا ہے -

گویا اُسی نے دعا کو بھی اسبابِ عادیہ میں سے ایک سبب بنایا ہے - جس پر مسبّب کا ترتّب اللہ کی مشیّت سے ہوتا ہے -

اس آیت میں مشرکین کو تنبیہ ہے کہ سخت مصائب و شدائد کے وقت تو تم بھی مضطر ہو کر اسی کو پکارتے ہو - اور دوسرے معبودوں کو بھول جاتے ہو - پھر فطرت اور ضمیر کی اس شہادت کو امن و اطمینان کے وقت کیوں یاد نہیں رکھتے -

انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز

طوفانی موجوں میں گھر کر کٹر سے کٹر مشرک بھی بڑی عقیدتمندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے - معلوم ہُوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہی ہے باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں - جب خدا تعالےٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آتا ہے تو تھوڑے نفوس ہیں جو اعتدال اور میانہ روی کی راہ پر قائم رہتے ہیں - ورنہ اکثر تو دریا سے نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر قدرتِ الٰہی سے مُنکر ہوتے ہیں - اپنے بچ نکلنے کو تدبیر پر رکھتے ہیں - یا کسی ارواح وغیرہ کی مدد پر -

اس بحری سفر کے احوال و حوادث میں غور کرنا انسان کے لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہُوا اُس وقت بڑے صبر و تحمل کا کام ہے اور جب اللہ نے اس کشمکش موت و حیات سے صحیح و سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اُس کا احسان مانے -

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّہٗ مُنِیْبًا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَہٗ نِعْمَۃً مِّنْہُ نَسِیَ مَا کَانَ یَدْعُوْٓا اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ ط

(پ ۲۳ ع ۱۵)

ترجمہ :- اور جب انسان کو سختی آ لگے تو رجوع ہوکر اپنے رب کو پکارے پھر جب اس کو اپنی طرف سے نعمت بخشے تو اس کو بھول جائے کہ جس کے لئے پکار رہا تھا - پہلے سے اور اللہ کے برابر اوروں کو ٹھیرائے تاکہ اُس کی راہ سے بہکائے -

(مطلب) انسان کی عجیب حالت ہے مصیبت پڑے تو ہمیں یاد کرتا ہے کیونکہ دیکھا ہے کہ مصیبت کو کوئی ہٹانے والا نہیں پھر جہاں اللہ کی مہربانی سے ذرا آرام و اطمینان نصیب ہُوا معًا وہ پہلی

حالت بھول جاتا ہے جس کے لئے ابھی ابھی ہم کو پکار رہا تھا۔ عیش و تنعم کے نشہ میں ایسا مست و غافل ہو جاتا ہے گویا کبھی ہم سے واسطہ ہی نہ تھا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو دوسرے جھوٹے اور من گھڑت خداؤں کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے۔ اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو خدائے واحد کے ساتھ کرنا چاہئے تھا۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

ارشاداتِ نبوی

۱۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دعا کرنا عبادت میں داخل ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

۲۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ یعنی دعا ضرور کرنی چاہئے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ بزرگ کوئی چیز نہیں۔

۴۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں۔ کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قضائے الٰہی کو دُعا کے سوا اور کوئی چیز واپس نہیں کر سکتی اور عمُر کو سوائے نیکی کے کوئی چیز زیادہ نہیں کر سکتی۔

۵۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بندہ جو کچھ خدا سے دُعا کرتا ہے اگر معصیت اور قطع رحم کی دُعا نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ یا تو وہی قبول فرماتا ہے یا اُس کے عوض تکلیف کو دُور کر دیتا ہے۔

۶۔ حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ خدا کے فضل کی دُعا کرتے رہا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ دعا کو محبوب رکھتا ہے۔ بندوں میں سے افضل وہ شخص ہے جو فرحت اور کشادگی کا امیدوار ہو۔

۷۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا سے دُعا نہیں کرتا۔ خداوند تعالےٰ اس سے غصّے ہوتا ہے۔

۸۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے واسطے دُعا کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اُس کے واسطے رحمت کا دروازہ بھی کھول دیا جاتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک عافیت کے سوال سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔

۹۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص چاہتا ہو۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو وہ فراخی کی حالت میں زیادہ دعا کیا کرے۔

۱۰۔ حضرت عمرؓ ابن الخطاب کہتے ہیں۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عمرہ کی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ بھائی ہم کو دُعا میں یاد رکھنا بھول نہ جانا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ ایسا فرمایا۔ جس سے مجھ کو نہایت خوشی ہوئی۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین شخصوں کی دُعا واپس نہیں کی جاتی روزہ دار کی روزہ کے افطار کے وقت اور منصف بادشاہ کی اور مظلوم کی۔ اللہ تعالےٰ اس اس دعا کو ابر سے زیادہ بلند فرماتا ہے اس کے واسطے آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تیری دُعا ضرور قبول کروں گا خواہ کچھ عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ مشکوٰۃ

۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ والد کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دُعا*

۱۳۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان ناداری کی حالت میں ہر شئے کا سوال خدا سے کرے۔ حتیٰ کہ جوتے کے تسمہ کا بھی۔

۱۴۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کے وقت ہاتھ بلند فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آیا کرتی۔

۱۵۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بندہ خدا سے دعا مانگتا ہے اور اس میں کوئی امر گناہ یا قطع رحمی کا نہیں ہے تو وہ دعا اُس کی تین صورت پر قبول کی جاتی ہے یا تو اُس کے سوال کے مطابق اُس کو فوراً عطا کر دیا جائے گا۔ یا اُس کو آخرت کے واسطے ذخیرہ کر دیا جائے گا یا اُس کے ذریعہ سے بلیات کو دفع کر دیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ہم زیادہ طلب کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ بھی زیادہ عنایت فرمائے گا۔ (خدا کے یہاں کسی امر کی کمی نہیں ہے)

۱۶۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ دعائیں (یقیناً) مقبول ہوتی ہیں۔ مظلوم کی دعا، جس وقت تک اُس کا انتقام نہ ہو جائے۔ حاجی کی دعا واپسی تک، غازی کی دعا جہاد سے فارغ ہونے کے پہلے، مریض کی دعا مرض سے شفا ہونے تک

* اور ایک بھائی کی دعا پس پشت دوسرے کے واسطے ہے۔

سیرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حبشہ کی دوسری ہجرت

جناب محمد عبد اللہ القاسمی

قریش مکہ پر نہ معلوم کس قسم کا بھوت سوار تھا۔ کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے سے باز نہ آتے تھے۔ حبشہ سے واپس آئے ہوئے مسلمانوں اور دیگر نومسلموں پر اب ان کے ظلم و تشدد میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ لیکن وہ اس بات سے پریشان تھے۔ کہ ہم ہر طرح سے تنگی اور سختی کر رہے ہیں مگر لوگ ہیں۔ کہ اب کفر چھوڑ کر دین اسلام اختیار کرتے جا رہے ہیں اس صورت حال سے ان کی آتش انتقام پہلے سے زیادہ بھڑک اٹھی۔ اور حلقہ بگوشان اسلام کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ظلم و تشدد کے تمام ممکن طریقے اختیار کرنے لگے۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے لئے دوسری بار حبشہ کی جانب ہجرت کرنا ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت کے بعد قافلہ اسلام حبشہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس دفعہ ہجرت کرنے والوں میں ۸۵ مرد اور ۱۷ عورتیں تھیں۔

قریش مکہ کی نئی چال

مسلمانوں پر دنیا تنگ کر دینے کے بعد بھی کافروں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ مسلمان حبشہ میں اطمینان کا سانس لے کر اسلامی احکام کی بجا آوری میں مصروف ہیں۔ تو انہیں بڑا فکر ہوا اور دیکھا کہ معاملہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے اس لئے انہوں نے باہم مشورہ کے بعد عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ کی سرکردگی میں شاہ حبشہ کی خدمت میں ایک وفد روانہ کیا۔ اور بہت سے تحائف اور ہدایا بھی ساتھ کئے گئے۔ تاکہ ان کے ذریعہ شاہ حبشہ اور اس کے مقربین کو اپنا ہم نوا بنایا جائے۔ اور نتیجہ کے طور پر مسلمان حبشہ سے نکال دیئے جائیں۔ اس وفد نے حبشہ پہنچ کر شاہ کے مقربین سے کہا کہ ہمارے یہاں کے کچھ بیوقوفوں نے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کیا ہے جو آپ کے دین کے بھی بالکل مخالف ہے۔ ہم نے انہیں نکال دیا۔ تو یہ بھاگ کر اس ملک میں چلے آئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کو بغیر کسی مکالمہ و گفتگو کے ہمارے حوالے کر دیا جائے اس سلسلہ میں آپ جیسے باثر مصاحبین کی سفارش کی ضرورت ہے۔ آدمی لبا اوقات مال و زر دیکھ کر پھسل جاتا ہے۔ بادشاہ کے مقربین بھی رشوت لے کر وفد کے طرفدار ہو گئے۔ چنانچہ جب یہ معاملہ شاہ حبشہ کے دربار میں پیش ہوا۔ تو رشوت خور مقربین نے وفد کفار کی پوری تائید و حمایت کی مگر نجاشی بادشاہ نیک دل اور انصاف پسند تھا۔ اس نے وفد کی طرف سے پیش کئے گئے۔ تمام تحائف نظر انداز کرتے ہوئے صاف کہدیا۔ کہ اس معاملہ کی تحقیق و تفتیش کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

چنانچہ دربار شاہی میں مسلمانوں کو طلب کیا گیا صحابہ کرام کو قدرے تردد و فکر ہوا کہ نجاشی عیسائی ہے۔ اور اس کے بہت سے عقائد ہمارے اسلامی عقائد سے مختلف ہیں۔ بہت ممکن ہے۔ اسلامی عقائد اور دیگر احکام کو سنکر وہ برہم ہو جائے مگر مشورہ کے بعد یہ بات طے پائی۔ کہ ہم بادشاہ کے سامنے وہی کہیں گے جو ہمارے نبی نے تعلیم دی ہے۔ خواہ کسی کو بھلی لگے یا بری۔

یہ صرف ایمان کی قوت تھی۔ کہ کفار کی ایذا رسانی سے تنگ آکر اپنا وطن عزیز کو چھوڑ کر پردیس میں پناہ گزیں ہیں۔ اور ایک حد تک اطمینان کا سانس لے رہے ہیں لیکن حق اور سچی بات کے سامنے اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ بادشاہ ناراض ہو کر پناہ دینے سے انکار کر دے گا۔ یا وفد قریش کے حوالہ کر دے گا۔ دربار شاہی میں پہنچے تو اس شان سے کہ نہ بادشاہ کو سجدہ کیا۔ اور نہ آداب شاہی بجا لائے۔ صرف اپنے اسلامی طریقے کے مطابق سلام پر اکتفا کیا۔ مسلمانوں کا یہ طرز عمل درباریوں پر گراں گزرا۔ بادشاہ کو بھی تعجب ہوا۔ ان درباریوں نے (اور دوسری روایت کے مطابق خود بادشاہ نے بھی سجدہ نہ کرنے کا سبب پوچھا، حضرت جعفرؓ مسلمانوں کے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

شورش کاشمیری

کلید حمد و ثنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه
غلاصہ ہائے دعا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

مسافران حرم شرق و غرب تک پہنچے
بنا کے راہ نما لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

بہ پیش دبدبہ خسروان تیغ بدست
زباں پہ آہی گیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

ہمہ خیال فسانہ ہمہ دلیل غلط
بنائے ارض و سما لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

نثار سید کونینؐ پر مرے ماں باپ
سبق دیا بھی تو کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

نظر پڑی جو کہیں بارگاہ سلطانی
دماغ و دل نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

میں اس چمن میں غریب الدیار ہوں شورش
گر ہے میری نوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

نمائندے تھے۔ بے جھجک اور بلا خوف و خطر آگے بڑھے اور جواب دیا۔ کہ پیغمبر اسلام کا حکم ہے۔ کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں۔ نجاشی نے پوچھا کہ اچھا بتاؤ۔ وہ کون سا دین ہے۔ جس کو تم نے عیسائیت اور بت پرستی پر ترجیح دی ہے۔ حضرت جعفرؓ پیغمبر اسلام اور اسلام کی خوبیاں اور اپنی سرگزشت بیان کرتے ہوئے کفار مکہ کی دست درازیوں ظلم و تشدد اور مسلمانوں کے مکہ چھوڑنے کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ نجاشی تمام واقعات سنکر اسی نتیجہ پر پہنچا۔ کہ واقعی قریش مکہ ظالم اور مسلمان مظلوم ہیں۔ لہذا اس نے فیصلہ سنادیا۔ کہ مسلمان وفد قریش کے حوالہ نہیں کئے جاسکتے۔

ایک اور چال

وفد قریش اپنے مقصد میں ناکام ہو کر پیچ و تاب کھانے لگا اور بالآخر عمرو بن العاص نے مسلمانوں کو بادشاہ کی نظر میں ذلیل کرنے کے لئے ایک اسکیم بنائی۔ وہ یہ کہ بادشاہ نصرانی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کسی قسم کی گستاخی اور بے ادبی برداشت نہیں کرسکتا اگر یوں شکایت کر دی جائے۔ کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت سخت بات کہتے ہیں۔ تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانوں کو فوراً شہر بدر کر دیا جائے یا کوئی اور سزا دے دی جائے۔ بظاہر یہ بات بڑی حد تک کارگر ہوسکتی تھی چنانچہ عمرو بن العاص نے اس کا اظہار اپنے ساتھی عبداللہ بن ربیعہ سے کیا۔ اُس نے مصلحتہً جھوٹی شکایت کرنے سے منع بھی کیا مگر عمرو بن العاص نے بادشاہ کے دربار میں یہ شکایت پہنچا دی۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو طلب کیا۔ صحابہ کرام کو فکر ہوئی کہ کیا جواب دیا جائے۔ لیکن فوراً ہی اپنے آپ پر قابو پاکر یہ طے کرلیا کہ خدا کی قسم وہی ظاہر کریں گے۔ جو خدا اور اس کے رسول نے کہا ہے اس کے خلاف نہیں کہینگے خواہ کچھ ہو جائے۔

چنانچہ جب بادشاہ نے پوچھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ کہ ہم وہی کہتے ہیں۔ جو ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے ہم سے فرمایا ہے یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول تھے اور خدا کی خاص روح اور خدا کا خاص کلمہ تھے۔ جواب معقول تھا، بادشاہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا خدا کی قسم مسلمانوں نے جو کچھ بیان کیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکے کی مقدار بھی زائد نہیں۔

خلاف توقع بادشاہ کی اس تائید پر اگرچہ درباریوں نے ناگواری کا مظاہرہ کیا مگر نجاشی نے کوئی پرواہ نہیں کی اور حکم دیا کہ قریش کے تحائف واپس کر دیئے جائیں اور مسلمان شاداں و فرحاں میرے ملک میں رہیں۔

بائیکاٹ

آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ کہ قریش کا وفد اپنے مقاصد میں ناکام رہا۔ اس ناکامی کی اطلاع قریش کو ہوئی۔ تو بڑے تلملائے۔ اور اس بات پر کڑھے کہ نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کیا اور ہمیں نظر انداز کر دیا خدا کی شان کہ اس عرصہ میں عمرؓ جیسے جری اور بہادر شخص نے جو پیغمبر اسلام کو قتل کرنے کا تہیہ کرکے گھر سے چلے تھے۔ وہ حضورؐ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامگاہ (دار ارقم) پہنچے اور اپنا سر تسلیم خم کر دیا حضرت حمزہؓ پہلے ہی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے کفار پر بڑا اثر ہوا یوں کہنا چاہئیے۔ کہ ایک حد تک ظالموں کا زور ٹوٹا لیکن جوش غضب اور جذبہ انتقام انسان کو کب چین لینے دیتا ہے اب کفار نے عام طور پر ستانا شروع کیا اور یہ تجویز پاس کی گئی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہیں کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک خاندان (بنوہاشم) کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ نہ کوئی ان سے نکاح کرے اور نہ کسی قسم کا میل جول رکھے ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت اور دوسرے معاملات ترک کر دئیے جائیں۔ چنانچہ ایک عہد نامہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ اور تمام قبائل قریش نے متفقہ طور پر بنوہاشم کا مکمل مقاطعہ کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت حال سے مجبور ہوکر اپنے چچا ابوطالب اور سارے کنبہ کے ساتھ ایک گھاٹی میں پناہ گزیں ہوئے اس گھاٹی کا نام شعب ابی طالب ہے۔ یہاں نہ کھانے کی کوئی چیز میسّر تھی۔ اور نہ پینے کی کیکر وغیرہ کے پتے کھا کر زندگی کے دن گزارے جا رہے تھے۔ معصوم و مظلوم بچے بھوک سے روتے بلبلاتے تو شہر تک آواز جاتی لیکن سنگدل کافر اس سے مس نہ ہوتے بلکہ خوش ہوتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں فاقہ زدہ تھا۔ ایک رات میرا پیر کسی تر چیز پر پڑا بھوک کا یہ عالم تھا کہ نہ اس کو دیکھا اور نہ سوچا۔ فوراً نگل گیا اب تک میں جان نہ سکا۔ کہ وہ کیا چیز تھی۔ اسی طرح ایک رات کو سوکھا ہوا چمڑا ہاتھ لگا میں نے اس کو پانی سے دھوکر آگ پر بھونا اور پانی میں ملا کر کھا لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک مصائب تھے۔ اور جتنے بھی مسلمان شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ دین پہ مضبوطی سے قائم رہے۔ یہ مصائب اور بھوک و پیاس کی شدت ان کے قدموں کو ڈگمگا نہ سکی۔ بالآخر تین سال کے بعد خدا خدا کرکے اس ظلم و ستم کا خاتمہ اس طرح ہوا۔ کہ وہ عہد نامہ دیمک کھا گئی۔

ہر چیز خدا سے مانگو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَسْاَلْ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ کُلَّھَا حَتّٰی یَسْاَلَ شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِیْ مُرْسَلًا حَتّٰی یَسْاَلَہُ الْمِلْحَ وَحَتّٰی یَسْاَلَہٗ شِسْعَہٗ اِذَا انْقَطَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو چاہیے کہ تم اپنی تمام حاجتوں کو خدا سے مانگو یہاں تک کہ اپنی جوتی کا تسمہ بھی مانگو۔ جب کہ وہ ٹوٹ جائے اور ثابت بنانی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ نمک مانگے یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ بھی مانگے جب کہ وہ ٹوٹ جائے (ترمذی)

حضرت صدیق اکبرؓ کا خطبہ

(۲)

مرتدین عرب کے استیصال کے لئے لشکروں کی روانگی

مدینہ کے اطراف مرتدین کے قبائل سے پاک ہوگئے۔ اور مسلمانوں نے اس علاقہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بیرونی مقامات کے مرتدین کی سرکوبی کا انتظام شروع کیا اور اسامہؓ کے لشکر کے آرام لے چکنے کے بعد ایک روز تمام مجاہدین کوچ کر مقام ذی القصہ پہنچے اور پڑاؤ ڈال دیا۔

مشورہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کے استیصال کے لئے گیارہ جھنڈ گیارہ امیروں کے سپرد کئے اور مناسب تعداد میں فوج دے کر مختلف مقامات کی جانب ان کو روانہ کیا۔ ان لشکروں کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ **سیف اللہ خالد بن ولیدؓ**۔ ان کو طلیحہ بن خویلد اسدی مدعی نبوت کے مقابلہ پر بزاخہ کی جانب روانہ کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ جب وہ اس مہم سے فارغ ہوجائیں تو مقام بطاح میں مالک بن نویرہ کے مقابلہ پر چلے جائیں۔

۲۔ **عکرمہؓ بن ابی جہل**۔ ان کو مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے مقابلہ پر یمامہ کی جانب روانہ کیا گیا۔

۳۔ **شرجیل بن حسنہ**۔ ان کو عکرمہؓ کی مدد کے لئے عکرمہ کے عقب میں روانہ کیا گیا۔

۴۔ **مہاجرین ابی امیہ**۔ ان کو اسود عنسی مدعی نبوت کے متبعین کی جانب روانہ کیا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اس مہم سے فراغت کرکے قوم انباء کی مدد کریں۔ اور پھر کندہ کی جانب چلے جائیں۔ قوم انباء جس کی اعانت کی ہدایت کی گئی تھی۔ فارسی قوم تھی۔ جو یمن کے مقام صنعاء میں رہتی ہیں۔

۵۔ **حذیفہ بن محصن غلفانی**۔ ان کو عمان کے شہر دبہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

۶۔ **عرفجہ بن ہرثمہ**۔ ان کو باشندگان مہرہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ اور اور یہ حکم دیا گیا۔ کہ تم اور حذیفہ دونوں مل کر کام کرو۔ اور ان میں سے جو شخص جس کے علاقہ میں قیام پذیر ہو۔ اس کو اپنا امیر مانے۔

۷۔ **سوید بن مقرن**۔ ان کو تہامہ یمن کی جانب روانہ کیا گیا۔

۸۔ **علاء بن الحضرمی**۔ ان کو بحرین کی جانب روانہ کیا گیا۔

۹۔ **طریفہ بن عاجز**۔ ان کو قبائل بنوسلیم اور جو لوگ قبیلہ بنو ہوازن میں سے ان کے ساتھ ہوں ان کی سرکوبی پر مامور کیا گیا۔

۱۰۔ **عمرو بن العاصؓ**۔ ان کو بنو قضاعہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

۱۱۔ **خالد بن سعید بن العاص**۔ ان کو مشارف شام کی جانب روانہ کیا گیا

امراء لشکر اور مرتدین کے نام فرامین و اعلانات

مذکورہ بالا لشکروں کو روانہ کرتے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان میں سے ہر ایک افسر کو ایک فرمان یا ہدایت نامہ مرحمت فرمایا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

• یہ ہدایت نامہ خلیفۂ رسول اللہ ابوبکرؓ کی طرف سے اس فوجی افسر کے نام ہے۔ جس کو مرتدین سے لڑنے کے لئے روانہ کیا جاتا ہے۔ تم کو چاہئے کہ تم اپنے تمام کاموں میں خواہ وہ ظاہری ہوں۔ یا مخفی خدا سے ڈرتے رہو۔ خدا کے کام کو پوری کوشش سے انجام دو۔ اور ان لوگوں سے لڑو جو اسلام سے پھر گئے ہیں۔ اور شیطانی آرزوؤں کی طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔ اول اتمام حجت کے لئے ان کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں۔ تو پھر ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے۔ اور اگر اسلام کو قبول نہ کریں۔ تو پھر ان پر مسلسل حملے کئے جائیں۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کو قبول کرلیں۔ پھر ان کو ان امور سے آگاہ کیا جائے۔ جو بحیثیت مسلمان ہونے کے ان پر فرض ہیں۔ اور ان کے وہ حقوق بھی بتا دئے جائیں۔ جو اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام اور مسلمانوں پر ان کے ہیں جو چیز ان پر فرض ہے۔ یعنی زکوٰۃ ان سے لی جائے اور ان کے جو حقوق ہیں۔ وہ ادا کئے جائیں اور ان امور میں کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے اور تم کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ مسلمان جب اپنے دشمنوں سے لڑیں یا لڑنے کا ارادہ کریں۔ تو ان کو لڑنے سے نہ روکا جائے۔ پھر جو دشمن اسلام خدا کے حکم کو مان لے اور فرائض اسلام کو ادا کرنے کا عہد کرلے۔ اس کے اعتراف کو قبول کرلیا جائے اور ارکان فرائض اسلام کے ادا کرنے میں اس کی مدد کی جائے۔ اور جو شخص احکام الٰہی کی بجا آوری کا اعتراف کرکے پھر اللہ کے ساتھ کفر کرے اس سے مسلمانوں کو دوبارہ لڑنا چاہئے۔ اس کے بعد اگر وہ پھر اسلام قبول کرلے۔ تو اس سے بازپرس نہیں ہوگی۔ اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔ (اس لئے کہ دلوں کا حال تو وہی جانتا ہے) اور جو شخص اس کے بعد بھی اسلام قبول نہ کرلے تو اس کو قتل کردیا جائے اور جہاں اور جس جگہ بھی ہو۔ اس سے جنگ کی جائے۔ اور اگر بھاگ جائے۔ تو

اس کا تعاقب کیا جائے۔ کوئی شخص خواہ کیسی ہی کوئی چیز دے۔ اس کو اسلام کے مقابلہ قبول نہیں کریگا پس اسلام کے معاوضہ میں کسی سے کوئی چیز نہ لی جائے۔ اور منکرین سے ہر حال میں جنگ کی جائے جب تک وہ راہ راست پر نہ آجائیں۔ پھر جب خداوند تعالٰے کافروں پر غلبہ مرحمت فرمائے یعنی کافر مغلوب ہو جائیں۔ تو ان سب کو جو قبضہ میں آجائیں۔ تو ان کو غلام بنا لیا جائے۔ اور جو مال جنگ میں ہاتھ آئے اس کا پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیجدیا جائے اور بقیہ کو مجاہدین پر تقسیم کیا جائے اور یہ تم کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ تم اپنے ہمراہیوں یعنے ماتحت سپاہیوں کو کاموں میں جلدی کرنے اور فساد برپا کرنے سے روکو۔ اور کسی غیر آدمی کو ان کے پاس نہ آنے دو۔ جب تک کہ تم ان کو شناخت نہ کرلو۔ اور ان کی نسبت یہ معلوم نہ کرلو۔ کہ وہ کیوں آئے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ جاسوس ہوں۔ اور مسلمانوں نے ان کو نہ بلایا ہو۔ اور روانگی اور قیام میں تم مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور ہمدردی سے کام لو۔ اور اخلاق و نرمی سے تم ان کے ساتھ گفتگو کرو۔"

اور فوج کی روانگی سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین عرب کے نام بھی ایک اعلان روانہ کیا تھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

"یہ ہدایت نامہ ہے۔ خلیفۂ رسول اللہ ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے ان لوگوں کے نام جن کو یہ ملے۔ خواہ وہ خاص اشخاص سے ہوں یا عوام میں سے۔ اسلام پر قائم ہوں یا اسلام سے پھر گئے ہوں۔ سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہے اور ہدایت پانے کے بعد نہ تو گمراہ ہوا۔ اور نہ خواہش نفس کا غلام بنا۔ میں اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں ہے۔ اور اعتراف کرتا ہوں۔ کہ اللہ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ اور محمدؐ جو چیز لائے ہیں۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں لوگو! خدا نے محمدؐ کو حق بات دے کر اپنی مخلوق کے پاس اپنا بشیر و نذیر یعنے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ محمدؐ نے خدا کے حکم سے لوگوں کو دین الٰہی کی دعوت دی۔ زندہ قلوب نے دعوت کو قبول کرلیا۔ اور کافروں کے حق میں اللہ کا قول پورا ہوا۔ یعنی ان کو ہدایت نہیں ہوئی۔ پھر جن لوگوں نے اسلام سے انکار کیا تھا۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے ان سے جنگ کی اور وہ رضا و رغبت یا جبر و اکراہ سے اسلام میں داخل ہوگئے۔ اور اس کے بعد محمدؐ نے وفات پائی۔ محمدؐ خدا کے ایسے ہی ایک رسول تھے۔ جیسے کہ اور رسول آپ سے پہلے دنیا میں آئے تھے۔ اور اپنا فرض ادا کرکے چلے گئے تھے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں۔ یا قتل کر دیئے جائیں۔ تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ جو شخص ایسا کرے گا۔ وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور شکر گزار بندوں کو خدا عنقریب اجر رحمت فرمائے گا۔ تم لوگوں میں سے ان کا حال مجھ کو معلوم ہوا۔ جو اسلام لانے کے بعد اسلام سے پھر گئے ہیں۔ ان مرتدین نے اپنے تکبر و جہالت سے اللہ کو نہیں پہچانا اور اور شیطان کی باتوں کو مان لیا۔ شیطان بلاشبہ انسان کا دشمن ہے جو اپنی طرف لوگوں کو جہنم بھرنے کے لئے بلاتا ہے۔ لوگو! میں تمہارے پاس مہاجرین اور انصار کی فوج کا افسر بنا کر فلاں شخص کو بھیجتا ہوں میں نے اس کو یہ حکم دیا ہے کہ جب تک وہ لوگوں کو اللہ کی طرف نہ بلائے اس وقت نہ تو کسی سے لڑے اور نہ کسی کو قتل کرے۔ پس تم کو چاہئے۔ کہ تم ہمارے فوجی افسر کی دعوت کو قبول کرو۔ اور دین الٰہی میں داخل ہو جاؤ۔ جو شخص ایسا کرے گا۔ اور پھر اعمال صالحہ کرے گا۔ اس کے اعتراف کو قبول کر لیا جائے گا۔ اور اس کی مدد کی جائے گی۔ اور جو شخص انکار کرے گا۔ اس سے جنگ کی جائے گی۔ اور میں نے اپنے قاصد کو جو یہ ہدایت نامہ لے کر تمہارے پاس آیا ہے۔ حکم دیا ہے۔ کہ وہ میرے اعلان کو تمہارے مجمع میں پڑھے اور اذان دے کر تم کو اعلان سننے کے لئے بلائے پس جب تم مسلمانوں کی اذان سنو تو جواب میں تم بھی اذان کہو۔ تمہاری اذان سن کر وہ تمہارے درپے نہ ہونگے اور میں نے قاصد یا فوجی افسروں کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ اگر اذان کے جواب میں لوگ اذان نہ دیں تو ان سے اس کا سبب دریافت کریں اگر وہ اذان دینے سے انکار کریں تو فوراً ان کو قتل کر دیا جائے اور اگر وہ اپنے قصور کا اعتراف اور توبہ کریں۔ تو ان کے اعتراف کو قبول کر لیا جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی (یعنی ضرور قبول کی جاتی ہے)۔ ایک تو روزہ دار کی دعا اس وقت جب کہ وہ روزہ افطار کرے۔ دوسرے عادل حاکم کی دعا اور تیسرے مظلوم کی دعا کہ اس کی دعا کو خداوند تعالیٰ ابر کے اوپر اٹھاتا ہے۔ یعنی وہ بہت جلد خدا کے ہاں چلی جاتی ہے۔ اور آسمان کے دروازے مظلوم کی دعا کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے اپنی عزت کی میں تیری مدد کروں گا۔ اگرچہ کچھ دنوں کے بعد ہی کیوں نہ ہو

مسلمان کا بنیادی عقیدہ

محمد عبدالغفور متعلم مدرسہ انوار العلوم ۔ گوجرانوالہ

مسلمان کا بنیادی عقیدہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے اس کے معنے یہ ہیں ۔ کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اس کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، اللہ کے رسول ہیں اس عقیدہ کے پہلے جزو یعنی اللہ کے اللہ واحد ہونے اور کسی دوسرے الٰہ کے نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب کا خالق پروردگار مالک مدبر اور حاکم اللہ ہے ۔ ان میں سے کسی حیثیت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے ۔ اس حقیقت کو جاننے اور تسلیم کرنے سے لازم آتا ہے کہ :-

۱۔ انسان اللہ کے سوا کسی کو ولی اور کارساز ، حاجت روا ، مشکلکشا فریادرس اور حامی و ناصر نہ سمجھے کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار نہیں۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے ۔ کسی سے تقویٰ اور خوف نہ کرے ۔ کسی پر توکل نہ کرے ۔ کسی سے امید وابستہ نہ رکھے ۔ کیونکہ تمام اختیارات کا مالک وہی اکیلا ہے۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگے ، کسی سے پناہ نہ ڈھونڈے کسی کو مدد کے لئے نہ پکارے کسی کو خدائی انتظامات میں ایسا دخیل اور زورآور بھی نہ سمجھے کہ اس کی سفارش سے قضاء الٰہی ٹل سکتی ہے ۔

۴۔ اللہ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکائے ۔ کسی کی پرستش نہ کرے ۔ کسی کی نذر نہ دے ۔ کسی کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرے جو مشرکین اپنے معبودوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں ۔ کیونکہ تنہا ایک اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے

۵۔ اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ مالک الملک ، مقتدر اعلیٰ تسلیم نہ کرے ۔ کسی بااختیار کو خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہ سمجھے ۔ کسی کو شارع اور قانون ساز نہ مانے اور ان تمام اطاعتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے جو ایک اللہ کی اطاعت کے ماتحت اور اس کے قانون کی پابندی میں نہ ہوں ۔ کیونکہ اپنے ملک کا ایک ہی جائز مالک اور اپنی خلق کا ایک ہی جائز حاکم اللہ ہے ۔ اس کے سوا کسی کو مالکیت اور حاکمیت کا حق نہیں پہنچتا ۔ نیز اس عقیدہ کو قبول کرنے سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ :-

۶۔ انسان اپنی آزادی و خودمختاری سے دست بردار ہو جائے ۔ اپنی خواہش نفس کی بندگی چھوڑ دے اور اللہ کا بندہ بن کر رہے جس کو اس نے الٰہ تسلیم کیا ہے۔

۷۔ اپنے آپ کو کسی چیز کا مالک و مختار نہ سمجھے ۔ ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان ، اپنے اعضاء اور اپنی ذہنی اور جسمانی قوتوں کو بھی اللہ کی ملک اور اس کی طرف سے امانت سمجھے۔

۸۔ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے ذمہ دار اور جواب دہ سمجھے اور اپنی قوتوں کا استعمال اور اپنے برتاؤ اور اپنے تصرفات میں ہمیشہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھے کہ اللہ کو ان سب چیزوں کا حساب دینا ہے ۔

۹۔ اپنی پسند کا معیار اللہ کی پسند کو ، اپنی ناپسندیدگی کا معیار اللہ کی ناپسندیدگی کو بنائے ۔

۱۰۔ اللہ کی رضا اور اس کے قرب کو اپنی تمام سعی و جہد کا مقصود اور اپنی پوری زندگی کا محور ٹھہرائے ۔

۱۱۔ اپنے لئے اخلاق میں ، برتاؤ میں ، معاشرت اور تمدن میں ، معیشت اور سیاست میں ۔ الغرض زندگی کے ہر معاملہ میں صرف اللہ کی ہدایت کو ہدایت اور صرف اسی کے مقرر کئے ہوئے ضابطہ کو تسلیم کرے اور ہر اس طریقہ کو رد کر دے جس کا اللہ کی طرف سے ہونا ثابت نہ ہو۔

اس عقیدے کے دوسرے جزو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سلطان کائنات کی طرف سے روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کو بس آخری نبی کے ذریعہ سے مستند ہدایت نامہ اور ضابطہ قانون بھیجا گیا اور جس کو اس ضابطہ کے مطابق کام کرکے ایک مکمل نمونہ قائم کر دینے پر مامور کیا گیا ۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ اس امر واقع کو جاننے سے لازم آتا ہے کہ :-

۱۔ انسان ہر اس تعلیم و ہدایت کو بے چون و چرا قبول کرے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو ۔

۲۔ اس کو کسی حکم کی تعمیل پر آمادہ کرنے کے لئے اور کسی طریقہ کی پیروی سے روک دینے کے لئے صرف اتنا کافی ہو ۔ کہ اس چیز کا حکم یا ممانعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس کے سوا کسی دوسری دلیل پر اس کی اطاعت موقوف نہ ہو۔

۳۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی مستقل بالذات پیشوائی تسلیم نہ کرے اور دوسرے انسانوں کی پیروی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہو ۔

۴۔ اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں خدا کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو حجت اور سند قرار دے ۔ جو عقیدہ یا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اُسے اختیار کرے ۔ وما علینا الا البلاغ

از لال دین اخگر بی اے بی ٹی عالیکے

مجاہد تحفظ ختم نبوت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم

حضرات! ہم اُس غم کی ترجمانی سے قاصر ہیں - جو حضرت امیر شریعت مرحوم کے ابدی فراق سے ہمارے دلوں میں پیدا ہوا ہے - جہاں تک رشتہ و پیوند کا تعلق ہے - شاہ جی مرحوم کے افرادِ خانہ کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے - مگر جہاں تک اُن کی نگاہ ناز کے گھائلوں کا شمار ہے - مسلمان تو ہزار جان سے آپ کے حلقہ بگوش تھے ہی - غیر مسلم میں لاکھوں آنکھیں ایسی ہوں گی - جو آج آپ کی وفات حسرت آیات پر خون کے آنسو رو رہی ہوں گی -

اے ہمارے آقا:-

دل وہ کیا جس کو نہیں تیری تمنائے وصال
آنکھ وہ کیا جسکو تیری دید کی حسرت ہی نہیں

ہم عام لوگ جو شاہ جی مرحوم کی حسین و جمیل صورت کے شیدا اور صرف اُن کی سحر بیانی کے دل و جان سے قائل ہیں - ہماری یہ حالت ہے - کہ ہم اُن کی اس جدائی کو بڑی مشکل سے برداشت کرسکیں گے مگر وہ حضرات جنہوں نے مجاہد ختم نبوت کو زیادہ قریب سے دیکھا - سفر و حضر اور قید و بند میں اُن کی معیت کا شرف حاصل کیا - آج اُن کے قلوب کی کیفیت کا نقشہ وہ شخص پیش کرسکتا ہے جس نے کبھی سیدنا امام زین العابدینؒ کی زبان مبارک سے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کبریٰ کے واقعات سُنے ہوں - ہم نے وفورِ غم میں کیا کہا؟ کیا ہم پر جنون کی کیفیت تو طاری نہیں ہوگئی؟ کہاں وہ بتول مصطفےٰؑ کا لخت جگر - حیدرِ کرارؓ کا نور بصر اور سرورِ کونین کے دوشِ نبوت آثار کا سوار اور کہاں چودہ سو برس کے بعد اُس خانوادہ کا ایک چشم و چراغ - مگر اس بُعد زمانی کے باوجود ہم نے فرطِ عقیدت سے کچھ نہیں کہا - کیونکہ ہمارے مخدوم و محبوب امیر شریعت حق یقین کی تمام شرائط کے ساتھ ہم جمہور مسلمانوں کے نزدیک اُن علمائے امت اور صلحائے ملت کے سرخیل تھے - جن کے حق میں سراج الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد گرامی صادق آتا ہے - کہ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيل - لہٰذا سید احرار حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ہم پیغمبر نہیں کہتے - اور نہ ہی حسینؓ ابن علیؓ مانتے ہیں - مگر زبان مصطفےٰ صلی اللہ کی روشنی میں مثیل کلیم اور مسیح دوران کہنے کے مجاز ضرور ہیں - اور اس کے ساتھ یہ بھی کہنے کا استحقاق رکھتے ہیں کہ پروردگار عالم نے جہاں باقی علماءِ خیر ہیں فکر و عمل کے لحاظ سے بنی اسرائیل کے نبیوں کی صلاحتیں رکھی ہیں - وہاں مجاہد ختم نبوت کو صدیقیت کے انوار - فاروقیت کی نگاہ خداداد - عثمانی جود و سخا اور کراری شجاعت سے بڑی حد تک نوازا تھا

ہم نہیں کہتے ہیں - چاہئے غیر مسلم دنیا سے پوچھئے - کہ شاہ جی مرحوم لاکھوں کے مجمع میں اپنی خطابت کے سحر جلال سے قلوب و ارواح کو کس قدر مسحور کر لیتے تھے - قرآن حکیم کی ملکوتی اور فردوسی تانیں جب سامعین پر کیف و سرور کی بارش برساتی تھیں - تو اُس کے دل بلاامتیاز مذہب و ملت کتاب اللہ کی الہامی عظمت سے جھوم جاتے تھے -

ہائے! ہائے! ۲۱ر اگست کی صبح کو چھ بجکر چند منٹ پر ہم نے کیا گنوایا؟ ہم کس رہنما کی قیادت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئے؟ ہم اس آسمان کے نیچے اور اس سرزمین کے اوپر اُس عظیم المرتبت خطیب کا بدل کب پائیں گے؟ کیا ہماری زندگی میں یا ہماری آیندہ نسلوں کے سامنے پروردگار عالم کی طرف سے کوئی انسان شاہ جی سا حسن و جمال - شاہ جی سا سحر خطابت شاہ جی سی جرأت مرسلانہ لے کر آئے گا پھر اپنوں اور غیروں کو اپنی نگاہوں کا یوں شکار کرے گا - اور شاہ جی کی طرح دلوں پر حکومت کرے گا - یہ کچھ ایسے سوالات ہیں - جن کا جواب دینے سے ہماری فہم و شعور قاصر ہے قوّت فکر ہمیشہ ہی ماؤف ہو جایا کرتی ہے - بعض اوقات غم و اندوہ جنون و دیوانگی پر منتج ہوتے ہیں - لہٰذا ہم اپنی غمزدہ فکروں سے کل کے متعلق کچھ نہیں سوچ سکتے - خدائے علیم و خبیر کو ہی خبر ہے - کہ اور کتنے شاہ جی منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والے ہیں - لیکن ہم اندوہ رسیدہ خیالات اور زخمی جذبات کا کیا کریں - پھر خیال آتا ہے - کہ اُمت میں صدیقؓ اکبر ایک ہی پیدا ہوئے عمر فاروقؓ کی شخصیت بھی آج تک منفرد ہی مانی جاتی ہے - حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ کا ہم پلہ بھی بعد میں کوئی نہ ہوا - ہمارے بعد کے عساکر خالدؓ و طلحہؓ کی نظیر بھی نہیں ملتی - میدان فقاہت میں ائمہ اربعہ کے مثیل آج تک ڈھونڈے سے بھی نظر نہیں آتے - آگے چل کر

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ چاروں سلسلۂ حقہ سے تعلق رکھتے تھے - جب کوئی صاحب بیعت ہوتا تو اُسے یوں تلقین فرماتے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ

ایک حکیم صاحب منڈی یزمان کے رہنے والے میرے سامنے بیعت ہونے کے لئے تشریف لائے - آپ نے فرمایا میں بوڑھا ہوگیا ہوں - نہیں بیعت کر ہی لیتا ہوں - یوں نہ کہو بوڑھا بداخلاق ہوگیا ہے - بیعت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا - بیٹا ارکان خمسہ کی پابندی کرنا - اور نماز باجماعت پڑھا کرنا اگر نماز باجماعت نہ مل سکے - تو کسی بچہ کو ہی ساتھ کھڑا کر لیا کرنا -

تم زمیندار آدمی ہو - حکمت بھی کرتے ہو - اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہے - جب کسی کے کھیتوں سے گزر ہو تو دیکھنا کسی کا گنا توڑ کر نہ کھانا کسی کا سٹہ مروڑ کر نہ چبانا - لوگوں کی عادت ہوتی ہے کسی کا سٹہ مروڑ لیا - کسی کا گنا اُکھاڑ لیا یہ بہت گناہ کی بات ہے - یہی تو حرام ہے - ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بچتے رہنا -

عبدالحمید آزاد

دیکھئے۔ نہ حضرت اسماعیل شہید سا تہوّرانہ شجاعت کا مجاہد۔ نہ حضرت مولانا محمد قاسم اور سیّد محمد انور شاہ مرحوم جیسے آسمانِ فکر و عمل کے درخشاں ستارے اور نہ کہیں حضرت مدنی مرحوم سا جانباز بطلِ حریّت اور مجدد زماں ہی ہے۔ لہٰذا ہم اپنے آپ کو حوصلہ دیں۔ تو کس طرح دیں خدائے قدوس کی قسم دل بیٹھا جاتا ہے نحیف و نزار قلب و روح پر مایوسی اپنا غلبہ و استیلاء دکھانا چاہتی ہے۔ حقیقت ہے۔ کہ اے موت ہم نے تیری فتح کو تسلیم کرلیا۔ لیکن ہمارا یہ گمان بڑی حد تک صحیح نکلے گا۔ کہ لاکھوں انسان ارض ہند و پاک میں اپنی زندگی کے آخری دم تک جب شاہ جی مرحوم کا خیال کریں گے تو اُن کے دل میں ایک ہوک اُٹھیگی۔ جو روح کو لرزہ براندام کرے گی۔ جذبات کو نشترِ فرقت سے مجروح کرے گی۔ اور آنکھوں کو اشکہائے عنابی سے تر کرے گی۔ اور جب ہم جلسوں میں بیٹھ کر اَوروں کے منہ سے وعظ سنیں گے تو یقیناً ہم کو شاہ جی کی الہامی آواز اپنی یاد دلائے گی ؎

جب سامنے ساغر آتا ہے اک ہوک سی اُٹھتی ہے دل میں
ساقی کی ادا یاد آتی ہے۔ محفل کا خیال آجاتا

ساقی کی ادا

اللہ! اللہ! شاہ جی مرحوم کا وہ جلالِ خطابت۔ وہ لحنِ داؤدی۔ وہ حسنِ ملوتی۔ وہ ہیبتِ غازیانہ۔ وہ فصاحت کی اثر آفرینی۔ وہ بلاغت کی دلربائی وہ سامعین کا سراپا چشم و گوش بن کر شاہ جی کی تقاریر کا کئی کئی گھنٹے مستانہ وار جھوم جھوم کر سننا۔ وہ ظرافت کی چاشنی وہ متانت کا دبدبہ۔ وہ تبسم و رفعت کی ہم آہنگی۔ وہ آیاتِ قرآنی کی شیریں تلاوت وہ اشعار کی برجستگی اور جلال فسوں کاری واحسرتا۔ وانصیبا! ہم اُس حسینؓ و حسنی منظر سے محروم ہوگئے۔ گلابی چہرے پر زلفوں کی لٹک۔ ایک ہاتھ میں کلہاڑی۔ دوسرے ہاتھ کا اس ہاتھ پر ایک خاص انداز سے مارنا۔ گردن کا محبوبانہ طریق سے ہلانا۔ بیٹھے بیٹھے جوشِ خطابت سے کھڑے ہو جانا ننگا سر اور گلے میں گیروی رنگ کا اسماعیلی پیرہن یا یوں کہئے۔ کعبہ شہادت کے حاجی کا جامۂ احرام! زبان پر مذہب و سیاست کے نکات و حقائق اور دل خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی والہانہ محبت سبحان اللہ۔ نہ حاضرین سے مرعوب۔ نہ حکومت کا خوف۔ بلکہ سی آئی۔ڈی والوں کی طرف اشارہ کرکے فرمانا۔ اَکْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ۔ اور پھر نہایت اطمینان سے مسکرا دینا۔ خدا شاہد ہے۔ کہ شاہ جی مرحوم حریّت کا مجسمہ تھے۔

مردِ حُر محکم ز وردِ لَا تَخَف
ما بمیداں سر بجیب اُو سر بکف

ہاں۔ہاں۔ اے دورِ حاضرہ کے نوجوانو اور رسولِ ہاشمی کی غلامی میں اپنی نجات کے متلاشیو! وہ کون تھا۔ جو لاکھوں افراد میں بغیر تعارف سیّد و قائد نظر آتا تھا؟ اُس کی آواز بھی شیر ژیاں کی گرج تھی۔ اُس کی آنکھوں میں عقاب کی نگاہوں کی چمک تھی۔ وہ زندگی کے ہر لمحے میں ناموسِ مصطفٰےؐ کی حفاظت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار تھا جس کا عہدِ شباب تا عالمِ کہولت نو سال تک اِس سے قید و بند میں گزرا تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی کی پیروی کا حق ادا ہوسکے انگریزوں کی سنگینیں۔ ظالمانہ سازشیں خوف و دہشت کے گھناؤنے ماحول۔ مخالفوں کی معاندانہ حرکات۔ خفتہ مسلمان قوم کی بے حسی اور بے مروّتی پر جلنا۔ ہمراہیوں کی کس مپرسی۔ خود غرضوں کی منافقانہ چیرہ دستیاں اور مخلصوں کا فقدان اُس کو اپنے عزمِ محکم سے پیچھے نہ ہٹا سکا۔ فرمایا کرتے تھے۔

قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں۔ اٹھائے جاتے ہیں!

وہ طوفان میں اُبھرنے والا۔ وہ سیلابوں میں اکڑنے والا۔ وہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ کو غاروں کی طرح منہ کھولے دیکھ کر اور چار دانگِ عالم کو آگ برساتے پا کر بھی باآواز بلند پکارنے والا! ع

حادثو! کچھ بھی توقف نہ کرو آنے میں
ہم تو تیار ہیں ہر موجہ و طوفاں کیلئے

ساتھی سہم جاتے۔ مگر اُن کو یہ کہہ کر ابھارا کرتا!

موجوں سے جو کھیلنے والے ہیں وہ یہ بھی اشارہ کرتے ہیں
طوفان ہی ڈبویا کرتے ہیں۔ طوفاں ہی اُبھارا کرتے ہیں

ہم نے شاہ جی کی فطرت کو جس قدر خطر پسند پایا۔ اُس کی نظیر قرونِ اولٰی کے سوا بہت کم ملتی ہے۔ اُن کی ضمیر اُن کو ہمیشہ یہی کہتی رہی۔

اے ذوقِ اذیت مجھے منجدھار میں لے چل
ساحل پہ کچھ اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

المختصر! آج ہمارے محبوب شاہ جی اپنی آخری آرامگاہ میں محو استراحت ہیں مگر ہم کو یقین کامل ہے۔ کہ

؎ خاک قبرش از من و تو زندہ تر!

آئیے۔ اب عالم محویت میں آنسو بہائیں کیونکہ صفِ ماتم پر بیٹھنے والے اہل دل کو جتنا خاموشی سے آنسو پینے اور بہانے میں مزا ہے۔ باتوں میں نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بہت سی صحبتوں میں شاہ جی مرحوم کی بلند شخصیت پر تبصرہ کیا جایا کرے گا۔

مرنا اُس کا ہے کہ رہے جسکا زمانہ ماتم
ورنہ مرنے کے لئے آئے ہیں دنیا میں سبھی
(داغ)

از جناب مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی

رسالت کے حقوق امت پر

توحید اور رسالت یعنی اللہ کو ایک ماننا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی تسلیم کرنا - اسلام کے اساسی اور بنیادی عقیدے ہیں - یہ دونوں عقیدے علمی تقاضوں اور حقوقِ کلی کا ایک مفصل نظام رکھتے ہیں -

ربیع الاول کا مہینہ حضورؐ کے تذکرہ کا مبارک مہینہ ہے - اس مہینے کا حقیقی منشاء یہ ہے - کہ رسالت کے حقوق سے رسالت پر ایمان لانے والوں کو آگاہ کیا جائے - اور اس بات کو دہرایا جائے کہ حضور پر ایمان لاکر اور حضور کے ساتھ محبت کا تعلق قائم کرکے حضور کی امت پر رسالت کے بارے میں کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں - کیونکہ رسالت کے حقوق سے روگردانی کرنے والا ایمان بالرسالت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا -

ذیل میں قرآن کریم کی روشنی میں حقوق رسالت کا مختصر تعارف کرایا جارہا ہے -

تسلیم و رضاء

سرورِ عالم کے احکام اور آپ کا اسوۂ پاک ایک آخری اور کامل رسول کا اسوۂ پاک ہے - انسانی زندگی کی فلاح اور بھلائی اُس اُسوہ پاک کو پوری خوش دلی کے ساتھ تسلیم کئے بغیر ممکن نہیں قرآن کریم نے سورۃ نساء آیت ۶۴ اور ۶۵ میں بتایا ہے -

اے نبی قسم ہے آپ کے رب کی وہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کے فیصلوں کو پوری خوشدلی اور کامل تسلیم و رضا کے ساتھ قبول نہ کریں - دنیا میں رسول کے آنے کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے - اگر اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں - اور اللہ تعالے سے اپنے قصوروں کی معافی چاہیں اور رسول ان لوگوں کے لئے معافی کی سفارش کرے تو یہ لوگ اللہ تعالے کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے -

رسالت کا یہ پہلا حق ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کا ہر ارشاد ایمان والوں کے لئے باعث رحمت ہو آپ کے کسی حکم پر ناک بھوں نہ چڑھائیں - آپ کی کسی سنت پر معاذاللہ ہم حقارت کی نگاہ نہ ڈالیں - ساری دنیا ہم کو دیوانہ سمجھے یا احمق کہے لیکن ہم کسی دشمن کے طعنہ کو خاطر میں نہ لائیں اور حضور کی ایک ایک سنت پر سچے عشق کے ساتھ عمل کرتے رہیں محبت سے آپ کا نام لیں - لیکن آپ کے مطابق زندگی بسر کرنے میں شرم محسوس ہو - یہ حق رسالت ادا کرنے سے محرومی ہے

سرچشمہ خیر و برکت

حضور کا ہر فعل اور زندگی کا ہر نقش قدم سرچشمہ خیر و برکت ہے - آپ عالم کے لئے رحمت ہیں - اور اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایمان لانے والے اس بات کا پختہ یقین رکھیں کہ

ا - ہمیں اُس تجارت میں پائیدار نفع ہوگا جو حضور کی ہدایات کے مطابق کی جائے گی - جو تجارت اسلامی اصولوں کے خلاف ہوگی - جو کاروبار ناجائز طریقہ پر چلایا جائے گا - اس میں ہمیں بظاہر لاکھوں کا نفع کیوں نہ نظر آئے - لیکن ہم اسے نقصان ہی سمجھیں گے

قرآن کریم نے سورۃ نساء آیت ۷۸ میں بتایا ہے -

ان منکرین کا حال یہ ہے - کہ اگر ان کو آرام و راحت حاصل ہوتی ہے - تو کہتے ہیں - یہ اللہ کی طرف سے ہے - اور اگر کوئی نقصان یا تکلیف پہنچتی ہے - تو کہتے ہیں - اے رسول یہ آپ کی وجہ سے پہنچا ہے -

اے نبی آپ ان سے کہدیں - نفع اور نقصان خدائی مصلحتوں کے تحت پہنچتا ہے -

آیت ۸۰ میں فرمایا -

اے نبی! آپ کو ہم نے عام انسانوں کے لئے رسول بناکر بھیجا ہے - اور اللہ اس پر گواہ ہے -

یعنی دنیوی نفع و نقصان کی نظر سے رسالت کے مسئلہ کو نہ دیکھو - رسالت سراسر خیر و برکت ہے - اور اس کا اندازہ انسان کو نتائج کے بعد ہی ہوسکتا ہے -

تمام رسولوں پر ایمان

حضور خاتم المرسلین ہیں - آپ ہر سابق نبی اور رسول کی تصدیق فرماتے ہیں - آپ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں - کہ دنیا میں جس قدر رسول آئے - وہ سب سچے تھے - قابلِ احترام تھے - خاتم المرسلین کی تعظیم کرنے والا سب رسولوں کی تعظیم کا مکلف ہے - آپ کی رسالت پر ایمان لاکر کسی رسول کا انکار نہیں کیا جاسکتا - ایک رسول کا انکار حضور کی رسالت کا انکار ہے -

سورہ نساء آیت ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ میں حق تعالے ارشاد فرماتے ہیں -

جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں - ہم بعض رسولوں کو تسلیم کرتے ہیں - اور بعض کو تسلیم نہیں کرتے وہ لوگ کفر و اسلام کے درمیان ایک نئی راہ نکالتے ہیں -

یہ لوگ حق کے منکر ہیں - اور جو لوگ خدا پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں - اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے یہی لوگ درحقیقت ایمان والے ہیں "

باپ دادا کی تابعداری

حضور کو رسول برحق تسلیم کرنے کے ساتھ ہی انسان کا یہ فرض ہوجاتا ہے کہ وہ سب کی تابعداری کو چھوڑ کر صرف آپ کی اطاعت کو کافی سمجھے۔ باپ دادا کی رسموں میں جکڑی ہوئی زندگی کو یکلخت خیرباد کہہ کر وہ زندگی اختیار کرے جو حضور کی اتباع سے مالامال ہو۔

باپ دادا کی رسموں اور استاد وشیخ کے طریقہ سے کتنی ہی محبت ہو۔ لیکن رسول برحق کے اسوہ پاک کے مقابلہ میں تمام باتیں غلط معلوم ہونے لگیں۔

سورہ مائدہ آیت ۱۰۴ میں ارشاد فرمایا

جب لوگوں سے کہا جاتا ہے۔ کہ آؤ! خدا اور اس کے رسول کے احکام کی طرف تو منکر لوگ کہتے ہیں۔ ہمارے لئے وہ طریقہ زندگی کافی ہے۔ جس پر ہم نے آباد و اجداد کو پایا ہے۔ اے نبی! کیا یہ لوگ اپنے آباد و اجداد ہی کی پیروی کریں گے اگرچہ وہ لوگ علم و ہدایت کی روشنی سے محروم ہوں۔ یہ کفر کی راہ اختیار کرنے والوں کی روش ہے۔

ایمان والوں کا طریقہ یہ ہے

سورہ نور آیت ۵۱ میں ارشاد فرمایا ہے۔

ایمان والوں کو جب خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ رسول ان کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ تو ان کا قول صرف یہ ہوتا ہے۔ "سمعنا واطعنا" ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت اختیار کی۔

رسول کی اطاعت مرکز اتحاد

حضور کو ہادی برحق تسلیم کرکے ہم حضور کی ذات کو اپنا دینی اور ملی مرکز تسلیم کرتے ہیں۔ آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر کالے گورے کی تفریق عربی اور عجمی کا امتیاز ختم ہوجانا چاہئیے۔

کہ رسول پاک کے حلقہ اطاعت میں آجانے کے بعد بھی اگر رنگ ونسل کا فرق باقی رہتا ہے۔ تو یہ رسول کی ذات کے تعلق کی کمی ہے۔

سورۃ انفال آیت ۴۶ میں ارشاد فرمایا

"لوگو! خدا اور اس کے رسول کی تابعداری کرو۔ ذات رسول سے وابستہ ہوجانے کے بعد اگر تم آپس میں لڑوگے۔ تو کمزور ہو جاؤ گے۔ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی برداشت سے کام لو اللہ تعالٰے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی کہ رسول پاک کو اپنا ہادی کامل اور رہنما آخر تسلیم کرنے کے بعد بھی اگر تمہارے باہمی اختلافات ختم نہ ہوں گے۔ رنگ ونسل کے امتیاز پر ایک دوسرے پر فخر کروگے تو دنیا یہ سمجھے گی۔ کہ تم کسی مرکز سے وابستہ نہیں ہو تمہارا کوئی سردھڑ نہیں ہے۔ تم متفرق بھیڑوں کی طرح ہو۔ ہر طاقتور تم کو اپنی غلامی میں لینے کی کوشش کرے گا۔ اور جو قوم عزت سے رہنے کے لئے پیدا کی گئی تھی وہ ہمیشہ کے لئے ذلت کا شکار ہو جائیگی

اسوۂ رسول کی سربلندی

حضور کو رسول برحق تسلیم کرنے والوں پر حضور کی رسالت کا ایک حق یہ ہے کہ جس اسوۂ پاک کی پیروی کو وہ اپنی نجات کا واحد سبب یقین کرتا ہے۔ اس اسوۂ پاک کو تمام دنیا میں سربلند کرنے کی جدو جہد کرے۔

اللہ کی دی ہوئی ہر طاقت کے ذریعہ اس امر کی کوشش کرے۔ کہ ہر انسان رحمۃ للعالمین کے نمونہ کی زندگی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ دنیا والوں کو اپنی عملی شہادت سے یہ باور کرائے کہ انسانی فلاح کے لئے رحمت عالم کا اسوہ بہترین اور آخری اسوہ ہے۔

مسلمان کو صرف اپنی زندگی کو رسول پاک کی سیرت پاک کے مطابق ڈھال لینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ آپ کی سیرت پاک کو دنیا کے تمام طریقہ ہائے زندگی پر غالب کرنے کی کوشش کرنا فرض اولین ہے

سورہ توبہ آیت ۳۳ میں ارشاد فرمایا ہے۔

وہی خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے۔ اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی برا معلوم ہو"

یہ فرض رسول کا ہے۔ اور رسول کے بعد آپ کے نام لیواؤں کا ہے اور اس امت کا ہے۔ جو آپ کی امت ہونے کے صدقے میں بہترین امت قرار دی گئی ہے۔

سورہ بقرہ آیت ۱۴۳ میں ارشاد فرمایا۔

اور اسی طرح اے مسلمانو! تم کو عادل امت بنایا تاکہ تم عام لوگوں کے لئے شہادتِ حق کا فرض ادا کرو۔ اور رسول تم پر شہادتِ حق کا فرض انجام دے۔

یعنی رسول پاک اپنی بہترین زندگی پیش کرکے تم کو اپنے حلقۂ اطاعت میں شامل کریں۔ اور تم رسول پاک کی زندگی میں اپنی زندگی کو رنگ کر دوسروں کو حضور کی صداقت کا معترف کرو۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

خواہشمندوں نے متحدہ عرب جمہوریہ کے مرکز سے بغاوت کرکے شام کو پھر علیحدہ کر دیا۔ اگر شام کی رائے عامہ یہ مطالبہ کرتی۔ تو جمال عبدالناصر ضرور ان کی خواہش کو بہتر صورت میں قبول کر لیتے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بغاوت میں اغیار کا بالواسطہ یا بلاواسطہ دخل ہے۔ کچھ بھی ہو۔ یہ اتنا خطرناک اقدام تھا۔ کہ یہ تمام عالم اسلام کے ڈبو دینے کے مترادف تھا۔ مگر خدا تعالٰے بھلا کرے صدر ناصر کا۔ کہ انہیں جب معلوم ہوا۔ کہ شام کی بغاوت میں شام کے مختلف بڑے شہروں اور اکثریت نے شرکت کرلی ہے تو اس نے قوت کے استعمال کے خلاف اعلان کردیا۔ اور تمام روانہ کردہ فوجوں کو واپسی کا حکم دے دیا۔ اب خدا کرے شام والے اور غلطیاں نہ کریں۔ فی الحال تو انہوں نے عرب لیگ کے پروگرام پر چلنے اور مظلوم عربوں کی ہمدردی کا اعلان اور ساتھ ہی ۴ ماہ میں شام میں آئینی نمائندہ حکومت بنانے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

اللہ تعالٰے سے دعا ہے۔ کہ شامی افسروں کی اس غلطی کو اپنی رحمت کاملہ سے معاف فرماکر ان کو اس کے برے نتائج سے محفوظ رکھے اور صدر ناصر کو حوصلہ مندی سے خونریزی سے بچنے کی جزائے خیر عطا کرے۔ آمین الٰہ العالمین

بچوں کا صفحہ

ملّتِ اسلامیہ کے سرفروش مجاہد، دورِ اوّل کے لاڈلے شہید

سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

محمد یوسف، مدرّس۔ چکرال ضلع جہلم

مکتبِ عشق کا ہے یہ نرالا دستور
اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی خاطر ہر مشکل وقت میں پرستارانِ ربّ قدیر آگے بڑھے اور انہوں نے راہِ خدا میں شہید ہو کر اسلامی شوکت کو چار چاند لگا دئے اگرچہ بعض متعصّب قسم کے لوگوں نے شہدائے ملّت کی قدر و منزلت اغیار کی نگاہوں میں ایک کھیل تماشہ کی صورت میں پیش کر کے کم کر دی تاہم قرآن و سنّت کا صحیح ذوق رکھنے والے اب بھی اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اُسی پاک اور جاں نثار گروہ کے پیشرو ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔

قبولِ اسلام

ایک روز حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ میرے بھتیجے آج میں نے ابوجہل کو خوب زد و کوب کیا ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہُوا ہے کہ اُس نے تم کو تکلیف پہنچائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چچا جان مجھے اس پر کوئی خوشی نہیں، مجھے تب خوشی ہو گی کہ آپ اسلام قبول کر لیں۔

حضرت حمزہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سُن کر بڑے متاثر ہوئے اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔

غزوۂ اُحد اور شہادت

غزوۂ بدر میں آپ نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے غزوۂ اُحد میں شوقِ شہادت کا یہ حال تھا کہ میدانِ جنگ میں زرہ کا استعمال نہیں فرمایا اور پروانہ وار میدانِ جنگ میں کُود پڑے آپ بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے اور قرآن مجید کی آیات وَلَا تَقُولُوا الخ (اور جو خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں) جنت الفردوس کی دائمی حیاتِ طیبہ کا منظر آنکھوں کے سامنے پیش کر رہی تھیں۔ کہ ہندہ نامی عورت کے غلام نے ایک پتھر کی آڑ لے کر آپؓ پر دُور سے خنجر کا وار کیا جو آپ کے سینہ مبارک میں پیوست ہو کر رہ گیا۔ اور آپ شہید ہو گئے۔

شہادت کے بعد ہندہ نے آپ کے جسم مبارک کو مُثلہ کر کے دل کا غصّہ نکالا جب شہدائے اُحد کی لاشیں جمع کی گئیں تو حضرت حمزہؓ کے لئے کفن اتنا مختصر تھا کہ سر کو ڈھانپتے تو پاؤں ننگے رہ جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر پر کپڑا دے دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سر کٹا دیتے ہیں اور چڑھتے ہیں اکثر دار پر
یہ غلامانِ محمدؐ کی پرانی رسم ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی جدائی کا بڑا صدمہ ہُوا آپؐ نے فرمایا حمزہؓ شہدائے جنّت کے سردار ہوں گے رضی اللہ عنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۷ مؤرخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)